جامعہ دار العلوم بلتستان غواڑی

قاری محمد حسین کوروی

یہ غواڑی کا جو ہے دارالعلوم
پورے بلتستان میں ہے اس کی دھوم

دامنِ کوہِ سیاچن میں مقام
علم کا بستاں برائے خاص و عام

وادیوں میں اس کے سب انوار ہیں
علم و دانش کے یہ سب گلزار ہیں

طالبانِ علم یاں مشغول ہیں
سب گلستانِ نبی کے پھول ہیں

ان کی خوشبو پھیلتی ہے ہر طرف
یہ گلاب و یاسمن ہیں صف بہ صف

سارے بلتستان کا ہے ترجمان
علم کا ہے یہ منارِ ضوفشاں

اس چمن کو اے خدا شاداب رکھ
اس کو روشن صورتِ مہتاب رکھ

اس کے عالم عافیت آثار ہوں
قوم کے محبوب ہوں معمار ہوں

کر قبول اللہ قاری کی دعا
تو دکھا اس کو صراط حق نما

سوانح علماء اہلحدیث

عبقریٔ دوراں حاجی خلیل الرحمنؒ

عبدالرحیم روزی

☆ ولادت اور نام ونسب:

آپ کی ولادت خود نوشت کے مطابق بروز منگل 20 جمادی الثانیة 1323ھ بمطابق 1905ء کو خاندان اخوند یونپوا موضع بلغار میں ہوئی۔ آپ کا سلسلہ نسب یوں ہے: "محمد خلیل الرحمن بن محمد بن محمد جان بن محمد علی بن محمد عبدالله بن محمد خلیل بن محمد باقر" مؤخر الذکر دادا کی نسبت سے آپ اپنی نسبت باقری رکھتے تھے، یہ بزرگ ایک جید عالم دین اور مبلغ اسلام تھے۔

اس خاندان کا تعلق مشائخ خراسان سے ہے، جو بسلسلہ تبلیغ دین اسلام بلتستان وارد ہو کر اولاً وادی گریز کشمیر میں، پھر بعد میں وہاں سے بھی ترک وطن کر کے موضع بلغار بلتستان میں مستقل اقامت اختیار کر گئے۔ یہاں آ کر اس قوم نے اپنا خاندانی منصب امامت و خطابت سنبھالنے کے علاوہ ذریعہ معاش کیلئے کھیتی باڑی کا پیشہ اختیار کیا۔

☆ تعلیم وتربیت:

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے ماموں مولوی محمد امین صاحب سے حاصل کی، پھر مبلغ اسلام مولانا عبدالصمدؒ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا، اس وقت مولانا مدرسہ منار الہدی میں پڑھاتے تھے۔ جب استاد گرامی کی بصارت میں ضعف آیا، تو بقیہ ضروری علوم وفنون ان کے خلف الرشید مفتی کریم بخش سے حاصل کی، اور 1360ھ بمطابق 1940ء میں جامع ترمذی تک کی سند اجازت حاصل کی۔ آپ کی عمر اس وقت 37 برس تھی۔

مولانا کریم بخش کی وساطت سے آپ کا سلسلہ شیوخ کچھ یوں ہے: ,, حاجی خلیل الرحمن عن مفتی محمد کریم بخش عن مولانا محمد بشیر السهسوانی البوفالی عن سید نذیر حسین الدهلوی عن شاه محمد اسحاق عن شاه عبدالعزیز عن شاه ولی الله عن ابی طاهر محمد بن ابراهیم الکردی عن أبیه عن الشیخ سلطان بن احمد المزاحی عن احمد بن جلیل السبکی عن نجم الغیطی عن زین زکریا عن عبدالرحیم بن الفرات عن عمر بن حسین المراغی عن الفخر بن

احمد البخاری عن عمر بن طبرزد البغدادی قال:اخبرنی عبدالملک الکروخی قال:اخبرنی ابوعامر محمود الازدی قال:اخبرنی عبدالجبار الجراحی المروزی اخبرنی ابوالعباس محمد المحبوبی المروزی اخبرنی الامام ابو عیسی الترمذی حدثناقتیبة بن سعیدحدثناابوعوانة حدثنا سماک بن حرب نا مصعب بن سعد نا عبدالله بن عمررضی الله عنه عن النبی ﷺ قال:"لاتقبل صلاة بغیر طهور ولا صدقة من غلول"(جامع الترمذی،ابواب الطهارة)اور دیکھئے(الإرشاد إلی مهمات علم الاسناد)تألیف شاه ولی الله دہلوی۔

حاجی صاحب کی دوسری سند مولوی عبدالصمد کی وساطت سے جسے آپ نے سلسلہ صمدیہ کا نام دیا ہے، اس طرح ہے: الحاج خلیل الرحمن عن ابی عبدالله عبدالصمد عن محمد موسی عن سید نذیر حسین الدہلوی عن شاه محمد اسحاق عن جده شاه عبدالعزیزعن أبیه شاه ولی الله عن أبی طاہر محمدالکردی عن أبیه ابراہیم عن الشیخ احمد القشاشی عن احمد الشناوی عن شمس الدین الرملی عن زین الدین زکریا عن الحافظ ابن حجر العسقلانی عن ابی الحسن علی الدمشقی عن ابی العباس احمد الحجازی عن انجب بن ابی السعادات قال:اخبرنا ابوزرعة عن ابی منصور محمدعن ابی طلحة قاسم الخطیب عن علی القطان عن ابی عبدالله محمدابن ماجه القزوینی عن سهل بن ابی سهل ومحمد بن اسماعیل عن ابی صلت عبدالسلام الهروی عن علی بن موسی الرضا عن أبیه موسی الکاظم عن أبیه ابی عبدالله جعفر الصادق عن ابیه ابی جعفر محمد الباقر عن أبیه علی زین العابدین عن أبیه أبی عبدالله الحسینؓ عن أبیه أمیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ "الإیمان معرفة بالقلب وقول باللسان وعمل بالأرکان"(رواه ابن ماجه فی سننه)دیکھئے(مقدمة مسند اہل بیت صفحه۷،صلٰوة النبی المختارعن عترته الأطہار:۳۰ ،تألیف حاجی خلیل الرحمن مرحوم)۔

☆ جب بدھ لاما سے مناظرہ ہوا:

آپ نے بغرض طلب علم و تجارت بہت سفر کئے، چنانچہ 1350ھ بمطابق 1932م میں بغرض تجارت دوبار لداخ پہنچے، یہاں پہنچ کر مشہور مذہبی بدھ ادارہ (ہمس گونپہ) کے ایک بدھ لاما سے مناظرہ ہوا، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آپ غالب آئے، بعد میں یہ لاما آپ سے عربی رسم الخط اور آپ اس سے تبتی یعنی "اگے" رسم الخط کی تعلیم حاصل کرتے رہے، یہی وجہ ہے کہ آپ بلتستان کے مختلف چٹانوں پر کندہ "اُگے زبان" پڑھ لیتے تھے۔

اس کے بعد 1352ھ میں براستہ سرینگر پنجاب کا دورہ کیا، اور موضع رواڑے ریاست منڈی کے مشہور حکیم نور علی سے علم طب میں حذاقت حاصل کی، 1354ھ میں ضلع کانگڑھ بمقام دھرم سالہ کی جامع مسجد میں امامت وخطابت کی ذمہ داریاں نباھتے رہے، یہیں سے 1355ھ 1935م میں زیارت حرمین شریفین نصیب ہوئی۔ نیز یہیں مملکت عربیہ سے مولانا حکیم عبدالرحمٰن مکی سے مزید علم طب میں مزید رسوخ حاصل کیا۔

1373ھ 1954 میں دوبارہ زیارت حرمین شریفین نصیب ہوئی، سفر حجاز کے دوران شیخ احمد صاحب مہتمم دارالحدیث مدینہ منورہ اور مولانا عبدالحق مدرّس حرم مکہ مکرمہ سے شرف ملاقات حاصل کر کے اپنی مرتبہ کتاب(نورسبین عن روایات الطیبین) معروف "مسند اہل بیت" ان دونوں بزرگوں پر پیش کی، دونوں نے اسے خوب پسند کیا۔ اور تقریظ فرما کر دستخط و مہر ثبت کئے۔ اسی سفر سے واپسی پر کراچی پہنچے، تو جناب حسن اعظمی صاحب سیکریٹری مؤتمر عالم عربی نے آپ کو اس ادارے کا ممبر منتخب فرما کر سند ممبری سے سرفراز فرمایا۔

1957-58م 1377-78ھ میں دوبارہ وارد پنجاب ہوئے، اور پٹھانکوٹ ضلع گورداسپور میں مالکان چوبوبس سروس کمپنی آپ سے منیجر کی خدمت لیتے رہے۔

☆ آپ کی قومی خدمات:

مولانا خلیل الرحمٰن صاحب بلتستانی قوم کے عظیم خادم تھے، قومی خدمات بجالانا آپ کا طرہ امتیاز تھا، چنانچہ :

ا۔ 1367ھ بمطابق 1947-48 میں جب تحریک آزادی بلتستان اپنے بام عروج پر تھی، تو حسب استطاعت سب نے اس میں بھرپور حصہ لیا، جو کہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ حاجی صاحب کی خدمات اس بابت غیر معمولی ہیں۔ ان خدمات کے اعتراف میں 1367ھ 1947-48 میں حکومت کی طرف سے حسن کارکردگی کی سند ملی، جس میں آپ کے ثنائے جمیل واعتراف خدمت کے علاوہ حوصلہ افزائی کے طور پر بیگار بدنی سے مستثنی قرار دینے کی سفارش کی گئی تھی۔

تصدیق نامہ عطا کرنے والے آفیسران میں سکریٹری کمانڈر آزاد فوج نوبراہ محاذ، صوبیدار صاحب آزاد فوج، اسسٹنٹ پولٹیکل ایجنٹ سکردو اور میجر ایریا کمانڈر سکردو وغیرہ شامل ہیں۔

۲۔ دوران انقلاب فوجی آفیسران اور سول حکام نے امن عامہ کی خاطر تنفیذ شریعت کیلئے آپ کو یکصد کے قریب تنازعات میں قاضی مقرر کیا، آپ نے علمی صلاحیت استعمال کرتے ہوئے بے لاگ اور تسلی بخش شرعی فیصلے دئے۔

شرعی فیصلہ کیلئے حکم کنندہ آفیسران میں حکیم محمد لطیف تحصیلدار اسکردو، لیفٹننٹ سکردو، پولٹیکل ایجنٹ، نائب تحصیلدار سکردو، پولٹیکل ایجنٹ بلتستان اور دیگر حکام شامل ہیں۔

۳۔ 1950 میں اسسٹنٹ پولٹیکل سکردو نے **انجمن اتحاد بین المسلمین بلتستان** قائم کر کے آپ کو تبلیغ کیلئے نامزد کر دیا، اور برانچ علاقہ خپلو کے صدر اتحاد راجہ فتح علی خان نے آپ کو نائب صدر انجمن مقرر کیا، آپ نے انجمن ہذا کے زریں اغراض و مقاصد حاصل کرنے کی خاطر بلتستان کے متعدد مقامات پر جلسے منعقد کرائے۔

۴۔ بلتستان کے نمایاں سیاسی شخصیات کے دوش بدوش علاقے کے مطالبات اور حکومت کے مستحسن اقدامات پر کلمات سپاس پیش کرتے، اور دور دراز سفروں پر جانے سے دریغ نہ کرتے۔

۵۔ دریائے شیوک کے متعدد خون آشام طغیانیوں کے باعث موضع غواڑی کے ڈیلٹائی حصے بنجر ہو گئے اور کچھ زرخیز حصے دریا کی جنوبی طرف کٹ گئے، اس تہلکہ خیز طوفان سے املاک کے علاوہ قیمتی جانیں بھی نذر دریا ہو گئیں۔

یہ طوفان 32-1927 کے دوران پے در پے تین بار آئے، آخری بار طوفان نہایت ہی بھیانک اور تباہ کن تھا، ان متاثرہ مقامات میں سے ایک مقام منجر تھا۔ جو بقول بزرگان نہایت ہی حسین و جمیل گھنا جنگل تھا، یہ اس سیلاب کی شدید لپیٹ میں آیا۔

حاجی صاحب کی دوربین نگاہ نے دیکھ لیا کہ دریائے شیوک سے کوہلیں نکال کر اس سنگلاخ وادی کو کیسے سرسبز وشاداب کیا جاسکتا ہے، چنانچہ آپ نے حکومت وقت سے تعمیری منصوبے حاصل کر لئے، مگر یہ بالکل ناکافی تھی، باقی کام عوام نے اپنی مدد آپ کے تحت کئے۔ حاجی صاحب کی خدمات جلیلہ سے متأثر ہو کر سرکردگان غواڑی نے اپنے عوام کی آشیرباد حاصل کر کے 1963 میں دارالعلوم کیلئے 90 کنال رقبہ اور خود حاجی موصوف کیلئے اتنا ہی رقبہ عنایت کیا۔ اس کی نشاندہی بھی خود حاجی صاحب کے صوابدید پر چھوڑی گئی، اس پر غواڑی کے 11 سربرآوردہ شخصیات کے دستخط ہیں۔ آج دارالعلوم کے اسی پلاٹ پر جامعہ دارالعلوم کی پرشکوہ مسجد زیر تکمیل ہے، اور حدیث فیکلٹی بڑے طمطراق سے کھڑی ہے، شریعہ فیکلٹی زیر تعمیر ہے۔

☆ جماعتی خدمات:

مسلک اہلحدیث بلتستان کے لئے حاجی صاحب کی بہت زیادہ خدمات ہیں :

ا۔ آپ اپنے گرامی قدر استاد مولانا کریم بخش کے دست راز اور مشیر خاص تھے، مولانا موصوف تحریر وکتابت کے فن میں واجبی سی واقفیت رکھتے تھے، جبکہ حاجی مرحوم کیلئے تو یہ فن بائیں ہاتھ کا کھیل تھا، لہذا ناظم صاحب کی تمام تحریری کارروائی آپ نمٹاتے تھے۔

۲۔ 1359ھ 1939 میں انجمن اسلامیہ بلتستان کا جنرل سیکریٹری منتخب ہوا۔

۳۔ 1360ھ 1941 میں آپ انجمن مذکورہ کے محاسب مقرر ہوئے۔

۴۔ 1361-68ھ 1940 کے عرصے میں انجمن مذکور کا دوبارہ سیکریٹری منتخب ہوا۔

۵۔ 1365ھ 1945 میں سکردو میں اہل تشیع کی طرف سے اہل سنت پر ظلم وبربیت کے جو مظالم توڑے گئے، تو اہل سنت کی طرف سے تحفظ مذہب اور امن وآشتی کی فضا کو مکدر ہونے سے بچانے کیلئے بطور نمائندہ لداخ (کشمیر) جاکر حکام بالا سے ملاقاتیں کیں۔ آپ اور رفقاء کار کے خلاف سازش بایں جارسید کہ کرگل ولداخ میں بھی موصوف وہمنوا کو جان کے لالے پڑگیئے۔ مگر اللہ تعالی کی تائید ونصرت سے جان بچ گئی۔

آپ نے کرگل سے ان جان گداز احوال کی تاریخ بلتی قصیدے کی شکل میں لکھ بھیجا۔ خوف طوالت مضمون اس کے ذکر سے مانع ہے۔ بہر صورت آپ نے جان جوکھوں میں ڈال کر مسلک حقہ کا دفاع کیا۔ اسی سعی پیہم کے نتیجے میں 1360ھ میں بذریعہ نمائندگان دونوں مکتب فکر کے مابین پرامن وباعزت طریقے سے صلح ہوئی۔

۶۔ 1374ھ 1955 میں آپ کو بلتستان کے دس ہزار سنی العقیدہ مسلمانوں کا نمائندہ منتخب کیا گیا۔

۷۔ 1375ھ 1955 میں دارالعلوم اسلامیہ بلتستان کی طرف سے مغربی پاکستان کی طرف سب سے پہلے سفیر کی حیثیت سے بھیجے گئے، اس سفر میں آپ نے مشاہیر علماء سے ملاقاتیں کیں، اور ان سے دارالعلوم کیلئے تصدیقات لائے۔ یہ تصدیقات بعد میں دارالعلوم کی تشہیر میں سنگ میل ثابت ہوئیں۔ ان علماء کرام میں مولانا محمد اسماعیل سلفی، حافظ عبداللہ روپڑی، مفتی محمد شفیع، مولانا محمد ادریس کاندھلوی، حافظ محمد گوندھلوی، اور مولانا عبدالستار غرباء اہلحدیث وغیرہ گرانقدر شخصیات شامل ہیں۔

اس کے علاوہ بلتستان کے علم دوست آفیسران سے بھی تصدیقات وتأثرات حاصل کیئے، جن میں جناب فیض اللہ ایڈیشنل پولٹیکل ایجنٹ، جناب عبدالحمید انسپکٹر پولیس، پولٹیکل تحصیلدار سکردو، وزیر غلام مہدی ڈویلپمنٹ آفیسر وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

۸۔ 1377ھ 1958 میں جب مفتی کریم بخش صاحب فراش ہوئے، تو مفتی موصوف کی مؤمنانہ فراست نے حاجی صاحب کو اپنی جانشینی کیلئے منتخب کرلی۔ مفتی صاحب کی وفات کے بعد انتظامیہ نے اس جانشینی پر صاد کیا۔

۹۔ حافظ کریم بخش، قضاء وافتاء، اور شیخ الحدیث کا منصب سنبھالے ہوئے تھے، آپ کی وفات کے بعد یہ جگہ خالی ہوگئی، تو حاجی خلیلؒ نے قحط الرجال کے اس خلا کو پُر کرنے کیلئے 1378ھ 1958ء میں مولانا عبدالباقی کو

مولانا احمد حسنؒ کے پاس بلغار بھیجا، پھر وہ کرلیس گئے، مولانا محمد علیؒ نے حوصلہ افزا جواب دیا مگر بڑھاپا ساتھ نہ دے سکا، بعض جگہوں سے دندان شکن جواب ملنے پر ماتھا ٹھنکا، پھر یوگو گئے، اس وقت مولانا عبدالقادرؒ سرکاری مکتب یوگو میں مبلغ =/80روپے تنخواہ پر پڑھایا کرتے تھے۔ جب دارالعلوم کیلئے دعوت دی گئی، تو مسکرادیئے۔ اللہ تعالی مولانا عبدالقادرؒ کی حرم محترمہ "صدیقہ بنت احمد علی خان" کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے، بڑی مؤمنہ اور بصیرت والی خاتون تھی۔ موصوفہ نے اس معنی خیز مسکراہٹ کی تہ میں چھپے ہوئے فکر معاش کو بھانپ لیا اور اس صبر و شکر کی پیکر نے ڈھارس بندھاتے ہوئے فرمایا: **"اے میاں محترم! اللہ ہمیں بھوکا نہیں رکھے گا، اس تنخواہ کو تج کر، دارالعلوم غواڑی چل پڑیئے، کیونکہ جماعت کی ضرورت ہے، اللہ تعالی کوئی نہ کوئی وسیلہ نکال لے گا، میں روکھی سوکھی نوالوں پر گزارہ کرلونگی"**

أم العيال سے یہ حوصلہ افزا مشورہ پاکر آپ کا عزم صمیم ہوا اور فوراً غواڑی تشریف لے آئے۔ انتظامیہ نے آپ کی اس قربانی کی قدر کرتے ہوئے مبلغ =/60روپے تنخواہ مقرر کردی۔

مولانا عبدالباقی حفظہ اللہ کا ارشاد ہے: کہ اس دن میرے رو آں رو آں میں سرور دوڑ رہا تھا، پھر کیا ہوا؟ دارالعلوم کے اس عظیم سپوت نے نہ صرف مفتی کریم بخش کا علمی دور بحال کیا بلکہ آئے دن علمی ترقی کے دروازے کھولتے چلے گئے، اور دارالعلوم کو چار چاند لگادیئے۔ **"اللهم اغفر لهم وارحمهم"**

۱۰۔ 1376ھ میں مفتی کریم بخشؒ نے پرانی ساٹھ سالہ عمارت گراکر دو منزلہ بنایا تھا، دوسری منزل ایک خوبصورت لائبریری تھی، مگر حاجی صاحب کے دور 1379 مطابق 1960 میں آپ کے خوب تر نظم و نسق اور مفتی عبدالقادرؒ کی علمی شان نے بلتستان کے گوشے گوشے سے علم کے پیاسوں کو کشاں کشاں دارالعلوم میں جمع کیا اور عمارت تنگ دامنی کی شکایت کرنے لگی، تو موصوف نے مولانا محمد موسی مرحوم کے گھر کے کچھ اور حصے خرید کر مزید کمرے تعمیر کر کے بڑھتی ہوئی ضرورت پوری کردی۔

حاجی مرحوم کی تعمیر نو میں مدرسہ کی دوسری منزل تین کمروں، ایک راہداری، اور ایک برآمدہ پر مشتمل تھی۔ چھوٹا سا برآمدہ مدرسہ کے جنوب کی طرف موجودہ گراؤنڈ میں کھلتا تھا، اور لائبریری کے شمال کی طرف شرقاً، غرباً ایک طولانی برآمدہ تھا۔ تین کمروں میں سے ایک لمبے سے کمرے کے آدھا حصے میں مولانا یونس مرحوم درمیانی کلاسوں کو پڑھاتے تھے، اور دوسرے آدھ حصے میں استاد محترم قاری نذیر کوروی حفظہ اللہ قاعدہ اور ناظرہ پڑھاتے تھے۔ جب قاری صاحب کے چھوٹے چھوٹے شاگردان مطیعان شور کرتے، تو دوسری طرف مولانا محمد

یونسؒ بھاری بھر کم آواز کے ساتھ جھاڑتے ہوئے "مُنْڈُوْق کُنْ"، (مٹی کے ڈھیلے) فرماتے۔ جس میں خاموشی کا مطالبہ نمایاں اور انسان کے خاکی ہونے کا اشارہ پنہاں ہوتا تھا۔

دوسرے کمرے میں مولانا مفتی عبدالقادرؒ ابراہیم مرحوم آخری کلاسوں کو پڑھاتے تھے، اور اسی میں فتوی پوچھنے والے بھی آ کر استفادہ کرتے، یہی کمرہ تدریسی اوقات کے بعد دارالقضاء بھی بنتا تھا، اور رات کو طلباء کے لئے بیڈ روم بھی۔ اس سے ملحق غربی جانب مولانا محمد حسن اثری (حالیہ نائب مدیر عام و مدیر قسم الدعوۃ) ایک تنگ سے کمرے میں رہائش پذیر تھے، مگر موصوف کے سلیقانہ انداز رہن سہن کے طفیل کمرہ چھوٹا نہیں لگتا تھا۔ بہر صورت تنگی مکان کے باوصف اس کے مکین خوش و خرم تھے۔ ان کمروں کے نیچے تہ خانے تھے، جن میں جانے سے اچھے خاصے لوگ بھی کتراتے تھے، رات کے وقت تو ان کمروں کی طرف دیکھ کر کپکپی طاری ہوتی تھی۔ کیونکہ ان کے زیر درس جنوں کا مسکن ہونے کا عام تصور تھا۔

دسمبر 1971 کی پاک بھارت جنگ کے دوران راقم الحروف سمیت لوگ سردی بھگانے کیلئے چھتوں پر الاؤ جلائے ہوئے ہاتھ، پیر تاپ رہے تھے، کہ یکایک مشرق کی طرف سے بالکل سفید رنگ کے چار جنگی جہاز گھن گرج کے ساتھ نمودار ہوئے، اور بڑی تیزی کے ساتھ سکردو کی طرف غائب ہوگئے، بھارتی جنگی طیارے مکمل منصوبے کے ساتھ سکردو ائیرپورٹ کو تباہ کرنے آئے تھے، خوب بمباری کی، دل کے پھپھولے پھوڑ دیئے مگر اللہ تعالی کے فضل سے زیادہ نقصان نہیں ہوا تھا۔

اس کے بعد راقم نے دیکھا کہ جوان، بوڑھے سب دوش بدوش ہو کر دارالعلوم کی لائبریری کی سفیدی پر کیچڑ اچھال رہے تھے، اور بڑھ چڑھ کر اس کا حسن مٹا رہے تھے، یہ بمباری سے بچنے کی تدبیر تھی، نیز لوگ اپنے الاؤ بھی بجھا رہے تھے، مگر دھواں مرغولے کھاتے ہوئے فضا میں بلند ہو رہا تھا۔

۱۱۔ جب حاجی خلیل الرحمٰن کی جدوجہد رنگ لائی اور سعودیہ عربیہ وغیرہ سے رابطہ ہونے اور آمدنی بڑھنے کے امکانات روشن ہوئے، تو حسابات کی جانچ پڑتال کیلئے محاسبہ کمیٹی کے قیام کی ضرورت محسوس ہوئی، چنانچہ جناب حاجی عبدالستار خان، مولانا عبدالرؤف اور ثناء اللہ ملا علی صاحبان کو محاسب تعینات کیا گیا۔

۱۲۔ آپ اتحاد بین المسلمین کے علمبردار تھے۔ چنانچہ 1395ھ بمطابق 1975 دارالعلوم میں علمائے اہلحدیث اور ہیئت علمائے امامیہ کے وفد کی اہم میٹنگ ہوئی۔ جس میں باہمی رواداری اور اتحاد کی فضا قائم رکھنے اور فرقہ بازی کی حوصلہ شکنی پر متفقہ میثاق لکھا گیا۔

۱۳۔ حاجی صاحب سے قبل نظام دار العلوم چلانے کیلئے منظم مجلسیں نہ تھیں، بلکہ بعض علماء، اور ہر حلقہ احباب سے صاحب ثروت حضرات کے ساتھ مجلس شوریٰ کے نام سے رابطہ رکھا ہوا تھا تاکہ بوقت ضرورت یہ دار العلوم کی مالی اعانت کریں۔ آپ اس مقصد میں کامیاب تھے۔ ان ممبران میں غواڑی سے اپو میرچو، نذیر میو قولیپہ، محمد باقر، مولوی سلطان علی، غلام حیدر وغیرہ کھرفق سے حاجی محمد، حاجی میر محمد، کھرکوہ سے حاجی ابراہیم مرحومین قابل ذکر ہیں۔

چنانچہ حاجی صاحب نے ہر علاقے کو نمائندگی دے کر مجلس شوری کا اہتمام کیا۔ پھر کئی سالوں کی کاوشوں کے نتیجے میں مجلس عاملہ، مجلس شوریٰ اور محاسبہ کمیٹی وجود میں آئے۔

☆ آپ کے معمولات زندگی:

آپ کے شب وروز، سنت نبوی ﷺ کے مطابق گزرتے تھے، صوم وصلاۃ کے پابند، چاشت کی نماز، مسواک کا اہتمام، ایام تشریق، ایام بیض، ہر سوموار وجمعرات اور ہر مسنون وافضل ایام کا نفلی روزہ رکھتے، بلاناغہ تہجد پڑھتے، روزانہ نماز فجر کے بعد تلاوت کلام پاک اور شمائل ترمذی کے مطالعہ کی عادت تھی۔ رمضان مبارک پر مستزاد عشرہ شوال کا بھی اعتکاف کرتے، نہایت سخی تھے، جو مال ودولت ہاتھ آتا غرباء وفقراء کو بے دریغ دے دیتے۔ گھریلو حالت کمزور تھی، جب تک غواڑی میں رہے، اپنے پلاٹ (باغ باقری) میں واقع ایک جھونپڑی نما کمرے میں مقیم رہے۔ استغنائے نفس میں اپنی مثال آپ تھے۔ مصائب وآلام کی گھڑیوں میں خلوت میں بیٹھ کر یاد الٰہی میں کھو جاتے اور ذکر الٰہی کی روحانی ومعنوی طاقت سے گردش ایام پر غالب آجاتے، ایسا کیوں نہ ہو، یاد الٰہی تو دل ودماغ کا صیقل اور درد کا درمان ہے ﴿الا بذکر الله تطمئن القلوب﴾ (الرعد:۲۸) ''خبردار! اللہ کو یاد کرنے سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے''۔

آپ کی زندگی تکلف وتصنع سے عاری، زہد وقناعت اور سادگی سے مزین تھی، جسم کے رکھ رکھاؤ کا زیادہ اہتمام نہیں تھا، اپنے ماتحت افراد کی گہری دلچسپی سے خبرگیری کرتے اور ان کا حوصلہ بڑھاتے تھے۔ دینی قائد ہونے کے حوالے سے لوگوں کے دلوں میں عقیدت واحترام کا مقام حاصل کر لیا تھا۔

☆ حلیہ واوصاف:

آپ کے ہم عصر بزرگوں کا کہنا ہے کہ آپ میانہ قد، گندم گوں رنگ، بیضوی چہرہ، سفید وگھنی داڑھی سے آراستہ تھے۔ بڑھاپے میں بھی ہمت جوانی رکھتے، کمر میں جھکاؤ نہیں تھا، مسکراہٹ ہمیشہ چہرہ انور سے عیاں رہتی تھی